اداریہ

سیمینار- قرآنی علوم بیسویں صدی میں

اشتیاق احمد ظلی

ادارہ علوم القرآن کے زیر اہتمام ۲۶-۲۷ جولائی ۲۰۰۵ء کو ایک دو روزہ سیمینار منعقد کیا گیا۔ اس کا موضوع تھا ''قرآنی علوم بیسویں صدی میں''۔ علم وتحقیق کی دنیا میں اس نوع کی مجالس کی اہمیت مسلم ہے۔ علمی تحقیقات کو کسی نکتہ پر مرتکز کرنے اور مختلف جہات اور نقطہ ہائے نظر سے اس کا مطالعہ اور تجزیہ کرنے کے لیے یہ ایک اہم اور موثر ذریعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ زیر بحث موضوع پر پیش کیے جانے والے مقالات اور ان پر ہونے والی بحث وتمحیص کے نتیجہ میں اس کے مختلف گوشے اور ممکنہ ابعاد وجہات ابھر کر سامنے آجاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ادارہ علوم القرآن نے اپنے مقاصد کے حصول اور قرآنی علوم کے میدان میں تحقیقات کو فروغ دینے کے لیے اس قسم کی مجالس کے انعقاد کو اپنی ترجیحات میں شامل کیا تھا لیکن گزشتہ بیس سالوں میں، جواب اس ادارہ کی عمر ہے، مختلف اسباب کی وجہ سے جن میں سرفہرست ضروری وسائل کا فقدان تھا، خواہش کے باوجود اس قسم کا کوئی پروگرام منعقد نہیں کیا جاسکا۔ لیکن اس کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کا احساس برابر موجود رہا اور بالآخر یہی احساس اس دو روزہ سیمینار کی شکل میں صورت پذیر ہوا۔ اس کے انعقاد کے لیے ضروری وسائل کی فراہمی بنیادی طور پر بعض اراکین ادارہ کے تعاون سے ممکن ہوسکی۔ اس کے علاوہ قرآنی علوم اور تعلیمات کی توسیع واشاعت کے عظیم مقصد سے دل چسپی رکھنے والے کئی اہلِ خیر حضرات نے اس سیمینار کے لیے نہایت گراں قدر تعاون فراہم کیا۔ یہ کام ان حضرات نے کتاب اللہ سے محبت اور اس کی

تعلیمات اور پیغام کو عام کرنے کے عظیم مقصد سے گہرے تعلق اور وابستگی کے خالص جذبہ کے زیر اثر کیا، اس لیے ہم یہاں ان کے اسماء گرامی کو پیش کر کے ان کے اس مخلصانہ جذبہ کو ہلکا نہیں کرنا چاہتے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس پر خلوص قرآنی خدمت کو قبول فرمائے اور ہم سب کو کتاب عزیز کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

افتتاحی اجلاس کی صدارت مشہور اسلامی دانشور اور محقق پروفیسر عبد الحق انصاری صاحب، امیر جماعت اسلامی ہند، نے فرمائی اور اپنے وسیع مطالعہ، علمی تبحر اور قیمتی خیالات و تجربات سے شرکاء سیمینار کو مستفید فرمایا جیسا کہ اس مجموعہ میں شامل صدارتی کلمات سے آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ مشہور ماہر اقتصادیات اور فیصل ایوارڈ یافتہ دانشور پروفیسر محمد نجات اللہ صدیقی صاحب ان دنوں علی گڑھ میں موجود تھے۔ انھوں نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے افتتاحی اجلاس کو رونق بخشی اور اپنے گہرے مطالعہ کی روشنی میں بڑے فاضلانہ انداز میں موضوع زیر بحث پر روشنی ڈالی۔ ان کے تاثرات بھی شامل اشاعت ہیں۔ صدر محترم اور جناب مہمان خصوصی دونوں کے علمی اور تحقیقی اکتسابات اور اسلامی خدمات کی فہرست طویل ہے جن کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں اور علوم القرآن کے قارئین کے لیے اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں۔ وہ ان حضرات کے علمی مقام و مرتبہ اور ان کی دینی و ملی خدمات سے بخوبی واقف ہیں۔ البتہ قرآنی علوم میں ان حضرات کی دل چسپی کی نسبت سے قرآنی درسگاہ مدرسۃ الاصلاح سے ان کے تعلق کا ذکر شاید نامناسب نہ ہو۔ دونوں حضرات رام پور کی ثانوی درس گاہ سے فراغت کے بعد کچھ مدت کے لیے خاص طور سے مطالعہ قرآن کے مقصد سے مدرسۃ الاصلاح پر مقیم رہے اور مولانا فراہیؒ کے تلمیذ رشید مولانا اختر احسن اصلاحیؒ کی نگرانی میں قرآن مجید کا مطالعہ کیا۔ قرآن مجید ان کے مطالعہ اور دل چسپی کا خاص موضوع رہا ہے۔ اس لیے اس سیمینار کے موضوع سے ان کی دل چسپی فطری تھی۔

دبستان شبلی اور فراہیؒ مکتب فکر کے درمیان جو قربت اور یگانگت پائی جاتی ہے وہ اہلِ نظر سے پوشیدہ نہیں۔ مولانا فراہی کی تعلیم و تربیت اور ان کی شخصیت کی اٹھان میں

مولانا شبلی کا بڑا حصہ رہا ہے۔ اسی طرح ابتدائی زمانہ میں مدرسۃ الاصلاح کی تعمیر و ترقی میں انھوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مولانا فراہی دار المصنفین کے موسس صدر تھے اور تاحیات اس منصب پر فائز رہے۔ دار المصنفین کے لیے مولانا شبلی کے ذہن میں جو تخیل تھا اس کے مطابق اس ادارہ کی تعمیر و تشکیل میں مولانا فراہی کا کردار مرکزی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ باہمی قربت اور یگانگت کے ان گوناگوں اسباب کی وجہ سے ابتدائی ادوار میں ان دونوں اداروں کے ذمہ داروں کے درمیان بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ بد قسمتی سے بعد کے ادوار میں یہ صورت حال باقی نہ رہ سکی۔ لیکن وقت نے ایک مرتبہ پھر کروٹ لی اور پرانے تعلقات کی تجدید کی صورت پیدا ہوئی۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی صاحب اس وقت ان دونوں اداروں کے ناظم ہیں۔ چناں چہ اس سیمینار کے لیے کلیدی خطبہ پیش کرنے کے لیے ان سے زیادہ موزوں کوئی اور شخصیت نہیں ہو سکتی تھی۔ مولانا نے جس لیاقت اور ژرف نگاہی سے اس موضوع کا احاطہ کیا ہے وہ ان ہی کا حصہ ہے۔

افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں کے علاوہ اس سیمینار کے ۷ علمی سیشن ہوئے جن میں ۲۹ مقالات پیش کیے گئے۔ ان مقالات میں متنوع نقطہ ہائے نظر سے بیسویں صدی کے دوران مختلف محاذوں پر قرآنی علوم کے میدان میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لیا گیا اور معروضی انداز میں ان پر نقد و تبصرہ بھی کیا گیا۔ اس سے بیسویں صدی میں قرآنی علوم کے میدان میں ہونے والے کام کا کسی قدر اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن اس کی حیثیت مشتی از خروارے سے زیادہ نہ تھی اور یہ قرآنی علوم کے میدان میں ہونے والے علمی اور تحقیقی کام کا محض ایک حصہ تھا۔ بہت سے موضوعات تشنہ بحث رہ گئے اور بہت سے گوشے اور نہایت قیمتی کام سامنے نہ آسکے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے عظیم الشان اور وسیع الاطراف موضوع کے لیے دو دن کا وقت بہت کم تھا۔ اتنے کم وقت میں عالم اسلام کے مختلف خطوں میں پوری ایک صدی میں ہونے والے کام پر تفصیلی بحث و تمحیص اور تبصرہ و تجزیہ کا کیا ذکر، ان کا مختصر اور سرسری جائزہ بھی ممکن نہیں تھا۔ اس لیے بھی کہ بیسویں صدی کے دوران علوم قرآن پر جتنا اور جس نوعیت کا کام ہوا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

مختلف اسباب کے باعث یہ ممکن نہ ہوسکا کہ ملک کے طول وعرض میں بکھرے ہوئے علماء اور اسکالرس سے وسیع پیمانے پر رابطہ قائم کیا جاسکتا جن کو قرآنیات سے وابستگی اور دل چسپی ہے۔ مقالات کو پیش کرنے اور بحث وتمحیص کے لیے دستیاب وقت کی تنگ دامانی کا احساس بھی اس کا باعث بنا کہ بہت زیادہ لوگوں کو مدعو نہ کیا جائے۔ ہماری خودخواہش اور کوشش تھی کہ اس سیمینار میں قرآنی علوم کے میدان میں کام کرنے والے مختلف مکاتب فکر اور نقطہ ہائے نظر کی بھرپور نمائندگی ہو اور گزری صدی میں کتاب اللہ کے حوالہ سے ان کی خدمات کا جائزہ بھی لیا جائے۔ کتاب اللہ پر جہاں اور جتنا کچھ کام بھی ہو رہا ہے وہ قابل قدر اور لائق ستائش ہے۔ لیکن متذکرہ بالا اسباب کے باعث یہ ممکن نہیں ہوسکا۔ ہمیں اس کمی کا شدید احساس ہے۔ یہ ادارہ علوم القرآن کی جانب سے اس سمت میں پہلی کوشش تھی۔ ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ زیادہ منظم اور منصوبہ بند انداز میں اس طرح کی علمی مجالس کا انعقاد کیا جاسکے گا اور ان میں قرآنیات کے میدان میں کام کرنے والے مختلف حلقوں، مکاتب فکر اور مدارس کی بہتر نمائندگی ہوسکے گی۔ اس سیمینار کے دوران جو تجربات ہوئے ہیں ان سے فائدہ اٹھانے اور اس کی تنظیم میں جو کمیاں رہ گئیں ان کے ازالہ کی بھی بھرپور کوشش کی جائے گی تاکہ وہ فوائد پوری طرح حاصل ہوسکیں اور وہ نتائج مرتب ہوسکیں جن کی اس طرح کی علمی مجالس سے بجا طور پر توقع کی جاتی ہے۔

اس سیمینار میں پیش کیے گئے مقالات کا مجموعہ پیش خدمت ہے۔ اس میں شامل بعض مقالات بظاہر موضوع سے پوری طرح مربوط نظر نہیں آتے۔ لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو وہ موضوع سے یکسر غیر متعلق بھی نہیں ہیں۔ وہ جن مسائل سے بحث کرتے ہیں وہ دراصل بیسویں صدی کے مسائل ہیں اور ان کی جڑیں اسی دور اور عہد میں پیوست ہیں۔ اس میں وہ نظریاتی مسائل شامل ہیں جو بیسویں صدی میں بحث ونظر کا موضوع رہے ہیں اور ان کے بارے میں مسلمانوں کی طرف سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں حتمی اور فیصلہ کن ردعمل ہنوز سامنے نہیں آسکا ہے اور سلسلہ بحث ابھی جاری ہے۔ یہ

مباحث اور مسائل بیسویں صدی کی دہلیز کو پار کر کے اکیسویں صدی میں داخل ہو گئے ہیں۔ یہ بیسویں صدی سے بھی اسی طرح متعلق ہیں جس طرح اکیسویں صدی سے چناں چہ یہ مضامین جہاں اکیسویں صدی کی صورت حال کے عکاس ہیں وہیں ان کے ڈانڈے بیسویں صدی کے وسیع تناظر سے جا ملتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان مضامین میں جن تفاسیر اور علوم قرآن کی دوسری کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے وہ سب کی سب بلا استثناء بیسویں صدی سے تعلق رکھتی ہیں۔

۷/مئی ۲۰۰۶ء